© rasailojaraid.com

سیرت نبویؐ اور غیر مسلموں سے تعلقات: نئے مباحث

ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی☆

ABSTRACT

The paper explores new approaches in modern *Sirah* studies regarding the relations of Holy Prophet ﷺ with non Muslims. The classical *Sirhah* literature mostly presented this aspect in a way, that is difficult to appreciate for modern audience concerned with inter-faith harmony. According to classical approach, the Holy Prophet ﷺ disassociated himself from the rest of society comprising of pagans of Mecca and other non-Muslim Arab tribes, including Jews and Christians. Muslim jurists (most of them if not all) also ruled that the relations between Muslims and non Muslims are essentially of a permanent hostility and that reconciliation between Muslim and non Muslim governments could only be established in a contingent and pressing situation, which should be of a temporary nature. This concept is echoed in the major part of Muslim discourse throughout the Muslim history.

The paper argues that prominent modern *Sirah* writers and scholars like Dr. Mohammad Hamidullah, Abu Zuhra,

☆ ڈائریکٹر، فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز، جامعہ نگر، نیودہلی، انڈیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Mohammad Al-Ghazali, Hussain Haickal, Tariq Ramadan, Yasin Mazhar Siddiqi and Dr. Mahmood Ahmad Ghazi differ with the classical view. After exploring classical *Sirah* literature and close examination of collections of *Ahadith*, they conclude that relationship between the Prophet ﷺ and his peer Arab and non Arab pagans and non Muslims was based on a principled *Dawah* approach and not on absolute hostility and enmity.

محمد رسول اللہ ﷺ تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات پوری نسل انسانی کے لیے اسوہ حسنہ واسوہ کاملہ ہے اور زندگی کے روحانی ومادی تمام پہلوؤں کے لیے کامل رہنمائی کا سامان رکھتی ہے۔ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں ''ایک شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے جذبات اور مکمل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہے''(۱) عصر حاضر میں سیرت نبویؐ پر بیش بہا کام ہوا ہے اور حیات انسانی کے مختلف گوشوں پر سیرت کے حوالہ سے بحثیں ہوئی ہیں، اس ضمن میں سیرت نگاری کے بہت سے نئے پہلو بھی سامنے آئے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک نسبتاً نئے زاویہ پر اس مقالہ میں روشنی ڈالی جائے گی اور اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سیرت نبویؐ اور غیر مسلموں سے تعلقات، مکی ومدنی دور کے علاوہ سیرت نبویؐ اور تعلقات بین الاقوام نیز غیر مسلموں سے تعلقات کی جدید جہتوں میں سیرت نبویؐ کی تعلیمات کیا ہیں۔

یوں تو غیر مسلموں کے تعلق سے سیرت نبویؐ میں مواد موجود ہے اور اس لحاظ سے اسے نیا مبحث نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی ''اسلامی علوم و فنون کی اصطلاح میں سیرت اور سیر کا لفظ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل کے لیے استعمال کیا گیا جو آپ نے غیر مسلموں سے معاملہ کرنے میں اور جنگوں میں یا صلح اور معاہدات کے معاملہ میں اپنایا۔ قدیم مفسرینؒ، فقہا، محدثین اور سیرت نگاروں نے

۱- ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کامل**، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار، طبع، دوم مئی ۱۹۹۷ء، مقدمہ کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرت و سیر کے لفظ کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے"،(۲) تاہم عام سیرہ لٹریچر میں غیر مسلموں سے تعلقات بالعموم مغازی(۳) کے پس منظر میں بیان کیے جاتے ہیں اور ان کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اہل کفر اور خاص کر اہل مکہ سے بالکل کٹ کر رہ گئے تھے اور تمام غیر مسلموں سے آپ ﷺ کے تعلقات عمومی طور پر ختم ہوگئے تھے اور یہ کہ غیر مسلموں کے ساتھ بقائے باہم اور مفاہمت کا ثبوت دور رسالت سے نہیں ملتا۔ دراصل اہل مکہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہؓ پر مذہب کی بنیاد پر تشدد Persecution اتنا زبردست اور اتنا ظالمانہ تھا کہ ایسا سوچنا بالکل بھی بعید از قیاس نہیں ہے۔ اسی طرح مدینہ میں دعوت محمدیؐ کو مشرکین مکہ کے علاوہ یہودیوں اور منافقین کی سازشوں اور جزیرۃ العرب سے باہر کی عالمی سیاسی طاقتوں کی Hostilities کا مسلسل سامنا کرنا پڑا جس کا اثر سیرہ لٹریچر پر پڑنا لازمی تھا۔ تاہم بعض جدید مطالعات سیرت اس سے تھوڑی مختلف تصویر پیش کرتے ہیں۔

بلاشبہ سیرت لٹریچر پر فقہ اسلامی کے اس رائج تصور کے اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں کہ "قتال الکفار واجب وان لم یبدؤونا"، (۴) جیسا کہ مراحل جہاد (قتال) کی ابن قیمؒ اور امام سرخسیؒ کی تفصیل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ نئے سیرت نگاروں میں ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے بھی بالکل اسی کے مطابق جہاد کی تشریح کی ہے اور اس نکتہ پر زور دیا ہے کہ جہاد اسلام میں صرف دفاع کے لیے نہیں بلکہ جہاد ہجوم بھی ہے اور غیر مسلموں سے اسلام کے تعلقات کی نسبت محاربہ ہے مصالحت یا مسالمہ نہیں(۵) جیسا کہ مشہور عام قدیم فقہی تصور کے مطابق جنگ اصل ہے، حالت صلح ایک استثناء ہے۔ یہ فقہی تصور دلیل میں سیرت سے اور عہد خلافت راشدہ سے نظایر پیش کرتا ہے۔ سیرت کے ایک جدید اسکالر اس پر یوں شکوہ کرتے ہیں کہ: ہمارے علماء نے اسلام کو گذشتہ صدیوں میں ایک حاکم مذہب بنا کر پیش کیا اور اس کی فقہ اسلام کے صرف نظام حاکمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس کی عام دینی تعلیمات کے بارے میں یہ تصور بنا کہ وہ حکمرانی کی فضا میں بارآور ہوتی

۲- محمود احمد غازی، **محاضرات سیرت**، نئی دہلی، اریب پبلیکیشنز، دریا گنج، طبع ۲۰۱۰ء، ص اور **المبسوط للسرخسی جلد۱۰**، بحوالہ عبدالعلیم اصلاحی، **دارالاسلام دارالحرب**، حیدر آباد (انڈیا)، مکتبہ الاقصی، ص ۱۱

۳- غزوات و سرایا سے بالعموم جنگی مہمیں مراد لی جاتی ہیں۔ اور یہ فرق کرتے ہیں کہ غزوہ وہ ہے جس میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور سریہ وہ ہے جس میں آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔ لیکن خیال ہوتا ہے کہ ان تمام مہموں پر مغازی کا اطلاق تغلیباً ہے۔ ورنہ تو ان میں سے اکثر مہموں میں جنگ کی صورت پیش نہیں آئی۔

۴- عبدالعلیم اصلاحی، **دارالاسلام دارالحرب**، ص ۸-۹

۵- ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری، السیرۃ النبویہ الصحیحۃ، المدینۃ المنورۃ، مکتبۃ العلوم والحکم، الطبعۃ السادسۃ ۱۹۹۴ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں(۶)۔ البتہ جہاد و قتال کے سلسلہ میں علماء وسیرت نگاروں کے ایک جدید مکتب فکر کا کہنا ہے کہ اسلام کی نظر میں صلح اصل ہے (الصلح خیر) اور جنگ ایک استثنائی کیفیت ہے(۷)۔ تاہم فقہی تصورات کے زیراثر سیرت کی جدید وقدیم کتابوں پر عموماً یہی تصور چھایا ہوا ہے کہ اسلام کفر کو مٹانے آیا ہے، اہل کفر سے صلح وگفتگو کی گنجائش محدود ہے اوران سے معاملہ میدان جنگ میں ہوگا، یا وہ جزیہ دیں اوراسلام کے نظام سیاسی کی اطاعت قبول کریں۔ اگرچہ اس سلسلہ میں زیادہ تفصیلی بحث سیرت کی جدید کتابوں میں نہیں ملتی البتہ ان کے بین السطور سے یہی رجحان مترشح ہوتا ہے۔

عصر جدید کے کئی سیرت نگاروں کی کتابوں میں ان ہی قدیم تصورات کی نمائندگی کی گئی ہے۔البتہ وہ غیرمسلموں سے تعلق پر تفصیل سے کوئی روشنی نہیں ڈالتے بس سیرت کے واقعات کے بیان میں سرسری سا تعرض اس سے کرتے ہیں جیسا کہ ''الرحیق المختوم'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔ مصنف نے معاہدہ مدینہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے غیرمسلموں سے رواداری اوردرگزر کے وہ قوانین جاری فرمائے جو غلو وتعصب سے بھری دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے۔ مصطفیٰ سباعی نے تو اسلامی جنگ کا فائدہ یہ بھی بتایا ہے کہ اس سے صرف مسلمانوں کی دینی ودنیوی آزادی ہی محفوظ نہ ہوگی بلکہ اس سے دوسرے مذاہب (آسمانی) کے پیروکار بھی فائدہ اٹھاسکیں گے(۸) مولانا ابوالحسن علی ندوی نے بھی غیرمسلموں کے رسول اللہؐ سے تعلقات پر الگ سے کوئی بحث نہیں کی البتہ انہوں نے رحمت کے پہلو پر کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ نبوت محمدیؐ پوری انسانیت کے لیے رحمت ہی رحمت تھی(۹) اس عمومی بیان میں ظاہر ہے کہ مسلم وغیرمسلم سب ہی شامل ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی موجودہ دور کے ایک اہم سیرت نگار ہیں اگرچہ ان کی کتاب ناتمام رہ گئی اورصرف ہجرت تک کے احوال پر مشتمل ہے ،تاہم اکثر اصولی اوراہم مباحث اس میں آگئے ہیں۔وہ فرماتے ہیں: اسلام نے دنیا بھر کے انسانوں میں صرف ایک تفریق کو باقی رکھا اوروہ تھی ایمان وکفر کی تفریق(۱۰)۔قرآن کی مختلف آیات اوراحادیث کو نقل کرکے مولانا نے اہل ایمان سے کفار کے تعلق کی نوعیت

۶- پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن طبع اوّل، اپریل ۲۰۰۵ء

۷- مثلاً امام ابوزہرہ، محمد الغزالی، محمد حسین ہیکل، ڈاکٹر محمد حمیداللہ، ابوالکلام آزاد، عبدالحمید احمد ابوسلیمان، طارق رمضان وغیرہم

۸- ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی، السیرۃ النبویۃ دروس وعبر (اردو ترجمہ)، الاتحاد الاسلامی العالمی للمنظمات الطلابیۃ، طبع ثانی ۱۹۹۱ء، ص ۱۳۸

۹- ابوالحسن علی الحسنی الندوی، السیرۃ النبویۃ، الطبعۃ الثامنۃ ومنقحۃ دارالشروق جدہ للنشر والتوزیع، ۱۹۸۹ء

۱۰- ابوالاعلیٰ مودودیؒ، **سیرت سرور عالمؐ**، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۱۹۸۶ء ،ج ۲،ص ۴۳۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر بھی روشنی ڈالی ہے اوران سے مودت وموالات کو منافی ایمان قراردیاہے۔اس پوری بحث کے آخر میں لکھتے ہیں: ''یہاں اتنااورسمجھ لینا چاہیے کہ خداکے باغیوں کے ساتھ جوہمدردی ممنوع ہے وہ صرف وہ ہمدردی ہے جو دین کے معاملہ میں دخل انداز ہوتی ہو۔ رہی انسانی ہمدردی اوردنیوی تعلقات میں صلہ رحمی ،مواسات اوررحمت وشفقت کا برتاؤ تو یہ ممنوع نہیں ہے بلکہ محمود ہے[۱۱]۔ آگے چل کر مولانا نے کافروں کی دوقسمیں کرکے ان کے ساتھ برتاؤمیں فرق کیاہے۔ ''اس طرح امت مسلمہ کو کفار سے پوری طرح الگ کردینے کے بعد صرف ایک اعتبارسے دوقسم کے کافروں کے درمیان مسلمانوں کے برتاؤمیں فرق کیاگیاہے۔'' یہاں مولانانے سورہ ممتحنہ کی آیات ۸-۹ نقل کی ہیں اورلکھاہے : بالفاظ دیگرمسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ انہیں دشمن کافراورغیردشمن کافرمیں فرق ملحوظ رکھناچاہیے اوران کافروں کے ساتھ احسان کا برتاؤکرناچاہیے جنہوں نے کبھی ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی ہو۔اس کی بہترین تشریح وہ واقعہ ہے جوحضرت اسماء بنت ابی بکراوران کی کافرہ ماں کے درمیان پیش آیاتھا[۱۲]۔ مولاناکے یہ خیالات اصلاً کلاسیکل فقہی تصورکی ہی ترجمانی ہیں۔

مکی دورمیں غیرمسلموں سے تعلقات

مکی دورمیں غیرمسلموں سے تعلق کے سلسلہ میں ڈاکٹرمحمدحمیداللہ نے اہل کتاب کے بارے میں لکھاہے:

مکی دورکے سلسلہ میں آنحضرتﷺ اوریہودیوں کے تعلقات پر ہمیں کوئی بیرونی شہادتیں یا واقعات نہیں ملتے۔قرآنی تذکروں کی اندرونی شہادت کی مدد سے تعلقات کا جوارتقا اوپردکھایا گیاہے اس میں یہ صاف نظر آتاہے کہ اسلام اوریہودیوں میں کبیدگی پیداہوگئی اورروز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ایک آیت جو اگرچہ ایک مدنی سورہ ہے (۳/۵۷) میں ملتی ہے لیکن جس کے متعلق بعض بیرونی شہادتوں سے بھی تسلیم کیاجاتاہے کہ وہ مکی ہے اورہجرت حبشہ کے وقت نجاشی کے نام جو نامہ تعارف آنحضرتﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرطیارکو دیا تھا اس میں بھی مندرج ہے یہ ایک عظیم کوشش کا آغاز معلوم ہوتی ہے کہ یہودی عیسائی عام اہل عرب سب ملت ابراہیمی پر مجتمع ہوجائیں یعنی یٰاَھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بینناوبینکم (اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو برابرہے ہم اورتم میں) یہ کوششیں ہجرت مدینہ کے بعد اوربڑھ جاتی ہے۔وہ عہد نبویؐ میں تو ناکام رہی مگرپیش کش موجود ہے[۱۳] اس کے علاوہ ڈاکٹرحمیداللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوسفیان

۱۱- ایضاً،ص ۴۷۱

۱۲- ایضاً،ص ۴۷۲

۱۳- محمدحمیداللہ، **رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی**، کراچی، دارالاشاعت، طبع ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۳۲۰-۳۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب مسلمان نہیں ہوئے تھے ،انہوں نے رسول اللہؐ کو کئی مواقع پر اہل مکہ کے ظلم سے بچایا۔حضور ﷺ نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا(۱۴) اور یہ کہ شعب ابی طالب میں محاصرہ کے خلاف آواز بھی کچھ اہل مکہ نے اٹھائی اوران کے چھ افراد نے اس کو ختم کرانے کی کوششیں کیں۔

پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی عہدجدید سیرت کے ایک بڑے اسکالر ہیں ،آپ کی تحریروں میں نہ صرف بھرپور معلومات اور تحقیق ہوتی ہے بلکہ گہرا تجزیہ بھی پایاجاتا ہے ۔آپ کے مطابق مکہ میں نبی ﷺ نے غیرمسلموں سے وہ تمام تعلقات رکھے جوکسی بھی انسانی سماج میں معمول بہ ہیں۔ آپ ﷺ نے سیاسی قبائلی نظام میں شرکت کی(۱۵) آپ نے قبائلی نظامِ تحفظ سے استفادہ کیا(۱۶) آپ نے غیرمسلموں کی دعوت طعام میں شرکت کی(۱۷) خود آپ نے ان کو دعوت دی(۱۸) مکہ میں بعض مسلمانوں کے غیرمسلموں سے شخصی مفادات کے معاہدہ کا ذکربھی ملتاہے۔مثلاً وہ معاہدہ جوعبد الرحمٰن بن عوف زہری نے مکہ کے ایک سردارامیہ بن خلف جمحی سے کیا۔ ان کا بیان ہے کہ **کاتبت امیة بن خلف کتابا بان یحفظنی فی صاغیتی بمکة واحفظه فی صاغیته بالمدینة** (بخاری **کتاب الوکالة باب اذا وکل المسلم حربیا فی دارالحرب**) یہ دونوں مکہ میں دوست تھے اورحضرت عبدالرحمٰن نے امیہ کے بیٹے علی جمحی کو جنگ بدر میں بچانا بھی چاہا تھا مگروہ ماراگیا حافظ ابن حجر کے مطابق رسول اکرمؐ کو اس معاہدہ کا علم تھا(۱۹)۔

صدیقی صاحب کے مطابق بعض صحابہ کرامؓ مکہ میں خدمت خلق بھی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت نعیم بن عبداللہ النحام عدوی اس میں ممتاز تھے اورجب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیاتو اہل مکہ نے ان سے کہاکہ وہ جس دین پر رہناچاہیں رہیں مگرمکہ کو نہ چھوڑیں(۲۰) حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیاتومشرکین مکہ ان پر پل پڑے جن سے ایک مکی سردارعاص بن وائل سہمی نے آکر بچایا(۲۱)۔

۱۴- ایضاً، **خطبات بہاولپور**، نئی دہلی، اسلامک فاؤنڈیشن ،طبع اوّل، اپریل ۱۹۹۷ء

۱۵- محمد یٰسین مظہرصدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، طبع اول اپریل ۲۰۰۵ء، ص ۱۶۵

۱۶- ایضاً، ص ۱۷۰

۱۷- ایضاً، ص ۶۴

۱۸- ایضاً، ص ۱۶۳، محمد حمیداللہ، **خطبات بہاولپور**، ۴۰۴-۴۰۵ میں دوبارمیوں کو دعوت نبویؐ کا ذکرکیا ہے۔لیکن ڈاکٹراکرم ضیاء العمری نے قریش کو دعوت طعام کی روایات کو واھیہ قرار دیا ہے۔ (دیکھیں **السیرة الصحیحه**، ص ۱۴۲)

۱۹- ایضاً، ص ۱۵۷-۱۷۴

۲۰- ایضاً، ص ۲۱۶ بحوالہ **ابن سعد**، ج ۴، ص ۱۳۸-۱۳۹

۲۱- ایضاً، ص ۱۸۱ بحوالہ **ابن ہشام**، ج ۱، ص ۳۷۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح آپ ﷺ نے غیر مسلموں کا جوار بھی حاصل کیا (واضح رہے کہ جوار ایک اہم عرب سماجی قدر value تھی جس کا عرب معاشرہ میں بڑا احترام تھا[۲۲]۔آپ نے مطعم بن عدی کی جوار طائف کے سفر کے بعد حاصل کی ،ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر کو جوار دی ۔آپ ﷺ نے غیر مسلموں کو ہدایا بھی دیے[۲۳] اور ایسی بھی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ غیر مسلموں نے آپ ﷺ کی اور صحابہؓ کی مختلف انداز سے امداد کی مثلاً ابوطالب اور بنی ہاشم کی حمایت نبویؐ اوراس راستہ میں تمام مشکلات کو برداشت کرنا، سیرت کا ایک معروف واقعہ ہے۔ ابوسفیان نے رسول اللہؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کو ہجرت میں مدد دی[۲۴]۔

حضرت ام سلمہؓ کو عثمان بن طلحہ عبدری نے مدینہ پہنچایا ۔حضرت امہ سلمہ ان کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھتیں اوران کی شرافت ،حلم وکرم کی تعریف فرماتیں[۲۵]۔آپ ﷺ نے مکہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کو ،جن پر تشدد کیا جاتا تھا بعض شرفاء مکہ کی جوار دلوائی جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوجندل کو حویطب بن عبد العزی اورمکرز بن حفص کی جوار دلوائی ۔انہوں نے ضمانت لی کہ وہ ابوجندل کو ان کے باپ کے شر سے محفوظ رکھیں گے[۲۶] اسی طرح سیرت کی کتابوں میں یہ ملتا ہے کہ ۹/ نبوی میں طائف سے واپسی کے بعد آپ ﷺ نے تقریباً ۱۶/ قبائل سے ملاقاتیں کرکے ان کے سامنے اسلام پیش کرنے اوراسے قبول کرنے کی دعوت کے علاوہ یہ بھی پیش کش کی کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے علاقوں میں لے جائیں ،آپ کی حفاظت وحمایت کا معاہدہ اوروعدہ کریں تاکہ آپ دین کی دعوت تمام لوگوں تک پہنچادیں[۲۷] ان تمام قبائل نے آپ کی بات سنی ،بعض نے عذر پیش کیا،بعض نے سرد مہری برتی اوربعض نے سودے بازی کی کوشش کی[۲۸] حدیبیہ کے موقع پر احابیش اوران کے سردار نے رسول اکرمؐ کے سفیر حضرت خراش بن امیہ خزاعی کو قتل کرنے کے ارادہ سے قریش کو 'باز رکھا تھا[۲۹] حکیم بن امیہ سلمی نے اپنی قوم کو رسول اکرمؐ کی عداوت سے باز رکھنے کی

۲۲- ایضاً، ۲۹۳

۲۳- ایضاً ۳۰۹، واکرم ضیاء العمری السیرة النبویة الصحیحه، ص ۱۷۰، وخطبات بہاولپور، ۴۱۳

۲۴- ایضاً، ص ۳۰۹، خطبات بہاولپور، ص ۴۰۸

۲۵- ایضاً، ص ۲۷۰-۲۷۱

۲۶- ایضاً، ص ۲۰، بلاذری، ج ۱، ص ۲۲۰ میں ہے۔ فرده رسول اللّٰه علی ان اجاره حویطب بن عبد العزی ومکرز بن حفص وضمنا ان یکف اباه عنه

۲۷- ایضاً، ص ۲۷۰، بحوالہ ابن ہشام، ج: ۲، ص ۷۷ اورالسیرة الصحیحة العمری، ص ۳۰۳

۲۸- ایضاً، ص ۲۰۹

۲۹- ایضاً، ص ۲۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوشش کی اوراس کے لیے شعر سے بھی کام لیا(۳۰)۔

غیر مسلموں سے تعلقات کے سلسلہ میں اصل صلح ہے جنگ نہیں۔ یہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رائے معلوم ہوتی ہے۔چنانچہ جہاد کے بارے میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اسلام میں جہاد کے تصور کو دشمنان اسلام نے توڑمروڑ کر پیش کیا ہے،قرآن حکیم میں ہے :دین کے معاملہ میں کسی پرکوئی جبرنہیں،ہم کسی کواسلام قبول کرنے کے لیے مجبورنہیں کرسکتے اورنہ کسی ملک کے خلاف صرف اس لیے اعلان جنگ کیاجاسکتا کہ اسے اسلام قبول کرنے پر مجبورکیاجائے۔اس سلسلہ میں قرآنی احکام واضح اورغیرمبہم ہیں(۳۱)،گویاجہادکے لیے دوپیشگی شرائط عاید کی گئی ہیں:جہاد صرف اللہ کی راہ میں ہوناچاہیے اوریہ ان کے خلاف ہوناچاہیے جومسلمانوں پرحملہ کریں۔گویامسلمانوں کے لیے دوسروں کے خلاف جنگ محض دفاعی کارروائی ہوسکتی ہے۔پیغمبر خداﷺ کی زندگی میں دفاع کے سواکسی دوسری نوع کی جنگ کا وجودنہیں ملتا''۔(۳۲)

مدنی دور میں غیر مسلموں سے تعلقات

عصر حاضر میں سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر غالباً سب سے زیادہ کام ڈاکٹرمحمد حمید اللہؒ نے کیا ہے۔ غیر مسلموں سے تعلق کے سلسلہ میں غیرعربوں سے متعلق وہ لکھتے ہیں: ''یہودیوں،نصرانیوں اورخود مشرکین عرب سے متعلق اسلامی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ ،حضرت عیسیٰؑ ،حضرت ابراہیمؑ اورحضرت اسماعیلؑ خداکے سچے اورعالی مرتبہ نبی تھے ۔مگر ان کے بعد کی نسلوں نے ان کی سچی تعلیم میں من گھڑت حذف واضافہ کرلیاہے۔ یہ تعلیم کہ : اے الہامی کتابوں والو! ایک بات کی طرف آؤجوہم میں اورتم میں برابر کی ہے کہ ہم خداکے سواکسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم خدا کو چھوڑ کر اپنے ہی میں بعض کو آقا بنالیں''(قرآن: ۳: ۶۴) تمام ہی دنیاکے مقدس لوگوں کا احترام کرنے اوران کو تسلیم کرنے کا صریح فیصلہ تھا...... دوسرے الفاظ میں تمام مذاہب کے پیروؤں میں باہمی احترام و رواداری کا جذبہ پیداکرنا اورفروع کو چھوڑکرمعقول اصول پر سب کو ایک ہوجانے کی دعوت ہی اسلامی پیغام ہے''(۳۳)

۳۰- ایضاً،ص ۱۷، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے ایک دوسرے شخص الاخنس بن شریق کے بارے میں بھی ایساہی لکھا ہے، ان الاخنس بن شریق الثقفی حلیف بنی زھرۃ اقنعھا بعدم المشارکۃ ببدر (السیرۃ الصحیحۃ ، ص ۲۹۱)

۳۱- محمد حمید اللہ، اردوترجمہ نذیرحق، **محمد رسول اللہﷺ**، طبع فرید بک ڈپو،طبع ستمبر۲۰۰۳،ص ۱۱۹،

۳۲- ایضاً،ص ۲۰۴، ۲۰۵

۳۳- محمدحمیداللہ ، **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**، کراچی، دارالاشاعت، طبع ہفتم، ۱۹۷۸،ص ۲۵۱،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خطبات بہاولپور میں عہد نبویؐ میں تبلیغ اسلام اورغیر مسلموں سے برتاؤ کے عنوان پر پورا ایک خطبہ ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ: بنی عریض (ایک یہودی قبیلہ) کی کسی بات سے خوش ہوکر آپ ﷺ نے ان کے لیے سالانہ معاش مقرر فرمائی[۳۴] وہ کہتے ہیں کہ عہد خلافت راشدہ میں کبھی مسلمانوں کی عیسائی رعایا نے بغاوت نہیں کی[۳۵] میثاق مدینہ کی رو سے عقائد وقانون دونوں میں ہر کمیونیٹی کو داخلی خود مختاری دی گئی[۳۶] آپ ﷺ اپنے ہمسایہ یہودی کی خبرگیری رکھتے تھے۔ اس کے بچوں کی عیادت کرتے[۳۷] فتح مکہ میں عام معافی کے بعد راتوں رات سارا مکہ مسلمان ہوگیا[۳۸]۔ (قرآن ،۲۴/۳۵) سنہ ۷ ہجری میں یعنی اپنی وفات سے صرف تین سال قبل آنحضرت ﷺ نے قسطنطنیہ،مصر،اورحبش کے عیسائی حکمرانوں کے نام جو تبلیغی خطوط لکھے اس میں یہ درج نہ تھا کہ عیسائیت جھوٹی ہے۔ اسے ترک کردو بلکہ قرآن مجید کی یہ خاص طور پر آیت درج تھی کہ یٰاَاھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الانعبد الا اللّٰہ ولانشرك به شیئا (الآیۃ) صفحہ ۳۲۹،کتاب مذکور) ایک اور آیت (جو قرآن میں خفیف سے فرق کے ساتھ دو جگہ آئی ہے) کو نقل کر کے وہ کہتے ہیں کہ: ''صلح کل، رواداری اور انتہائی وسعت قلبی کی اس عجیب وغریب تعلیم میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ یہودی ،عیسائی اور صابی اور دیگر مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کو ترک کریں، بلکہ اپنے اپنے الہامی مذہب ہی کی تجدید کرتے ہوئے چند بنیادی امور پر عمل کریں[۳۹]۔

نجران کے عیسائیوں کے بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں: نجران کے عیسائیوں نے اپنا ایک وفد بھی مدینہ بھیجا جس کی قیادت ان کا بشپ اور اس کا نائب کررہے تھے ۔انہوں نے مدینہ میں عقائد پر بحث ومباحثہ کیا۔ مذاکرات مسجد نبوی میں ہورہے تھے ،اس کے پاس ہی آپ ﷺ نے اس وفد کو ٹھہرایا تھا۔ اسی دوران ان کی عبادت کا وقت ہوگیا اور وفد نے عبادت کے لیے اپنے کیمپ واپس جانا چاہا،آپ نے فرمایا کہ آپؐ لوگ مسجد میں ہی اپنی عبادت کرسکتے ہیں۔مؤرخوں کا بیان ہے کہ وفد نے مشرق کا رخ کر کے عبادت کی۔ غالباً اس مقصد کے لیے انہوں نے صلیبیں بھی نکال لی تھیں (جو وہ لباس کے اندر گلے میں پہنے ہوئے تھے) عبادت کے بعد انہوں نے مذاکرات کیے ۔رسول اکرم ﷺ نے ان کو جوابات دیے ۔پھر مباہلہ کی تجویز

۳۴- ایضاً،ص ۳۲۹

۳۵- ایضاً،ص ۲۳

۳۶- محمد حمید اللہ، **محمد رسول اللہ ﷺ**،ص ۱۵۶-۱۵۷

۳۷- ایضاً،ص ۱۵

۳۸- ایضاً،ص ۴۱۸

۳۹- ایضاً،ص ۳۳۴ و رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رکھی (قرآن، ۳۰/۶۱) اس پر عیسائی وفد نے غور کرنے کی مہلت مانگی اور آپس میں مشاورت کے بعد طے کیا کہ رسول اللہؐ سے معاہدہ صلح کرلیا جائے۔ اس معاہدہ کے تحت نجران میں عیسائیوں کو انتظامی ومذہبی معاملات میں مکمل آزادی دی گئی۔ انہیں اختیار تھا کہ وہ جیسے چاہیں بشپ وغیرہ منتخب کرلیں اور اس انتخاب کی توثیق اسلامی حکومت سے کرانا لازمی نہ تھا البتہ رسول اللہؐ نے ان کو قرضوں پر سود نہ لینے کا حکم دیا تھا[۴۰]۔

''محاضرات سیرت'' از ڈاکٹر محمود احمد غازی بنیادی طور پر علم سیرت سے بحث کرتی ہے۔ مگر ہر لیکچر ومحاضرہ کے اخیر میں سوال وجواب کے سیشنوں میں بہت سے نئے گوشے خود سیرت کے بارے میں آگئے ہیں۔ جن میں ہمارے موضوع سے متعلق بھی کئی امور ہیں۔ مثلاً یہ کہ عمرو بن امیہ ضمری اسلام لانے سے پہلے رسول اللہؐ کا خط لے کر نجاشی کے دربار میں گئے تھے[۴۱] جب آپ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ گئے تو وہاں مسلمانان مدینہ، مشرکین مدینہ اور یہود کا باہمی معاہدہ کیا جس سے مدینہ میں ایک چھوٹی کامن ویلتھ قائم ہوگئی[۴۲] نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے اطراف میں متعدد مشرک قبائل جہینہ، ضمرہ اور مزینہ سے معاہدے کیے جن کا اصل مقصد دعوت اسلامی کا فروغ تھا چنانچہ مختلف قبائل کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں اس کی طرف اشارے موجود ہیں، ان معاہدات کا دوسرا بڑا مقصد یہ تھا کہ عرب معاشرہ میں امن وامان قائم ہو، عدل وانصاف کو فروغ دیا جائے اور تمام قبائل مشترکہ مقاصد کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کریں[۴۳]۔

مطالعات سیرت اور تعلقات بین الاقوام

اس خاص میدان میں بھی بنیادی تحقیقی کام ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا ہے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ کے سیاسی وثائق جمع کردیے ہیں۔ عہد نبویؐ میں سفارت کاری پر لکھا ہے۔ ان کی تینوں کتابیں **مجموعة الوثائق السياسية في العهد النبوي والراشدي**، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی اور محمد رسول اللہ ﷺ اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے مطابق آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد عالمی حکمرانوں اور حکومتوں کو تبلیغی خطوط روانہ فرمائے اور اس سفارت میں ان کے عہدوں کا پورا خیال رکھا۔ اس کے لیے دستور کے مطابق مہر بنوائی۔ ان عالمی خطوط کی ابتداء مکہ ہی میں ہوگئی کم از کم حبشہ کے شاہ نجاشی کے نام آپ ﷺ نے جو تعارفی خط حضرت جعفر طیارؓ کو دیا تھا اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے[۴۴] یہ نجاشی مسلمان ہوگئے تھے۔ چنانچہ ان کی وفات پر

۴۰۔ ایضاً، ص ۳۴۵

۴۱۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی، **محاضرات سیرت**، ص ۹۷

۴۲۔ ایضاً، ص ۳۵۳

۴۳۔ ایضاً، ص ۳۴۵۔۱

۴۴۔ ایضاً، **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**، ص ۱۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ ﷺ نے ان کی نماز غائبانہ بھی پڑھی (۴۵)۔

یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق آپ ﷺ نے سفیروں اور وفود کو تحائف دینے کی سنت جاری کی اور اس کی وصیت بھی آپؐ نے فرمائی (۴۶)۔ مختلف ملوک و امراء کے نام بحیثیت متعلقہ قوموں کے نمائندوں کے بھیجے گئے تھے اور ان میں کئی ایک نے آپ ﷺ سے روابط قائم کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً ایران کی ایک ملکہ نے بھی آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے (۴۷) اسی طرح مقوقس شاہ مصر نے حضرت ماریہؓ اور ان کے ساتھ ایک اور خادمہ سیرین اور لباس اور خچر پر مشتمل تحفہ بھیجا (۴۸)۔

طارق رمضان جنہیں یورپ کا ممتاز مسلم دانشور سمجھا جاتا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''پیغمبر کے نقوش قدم پر'' میں غیر مسلموں کے رسول اکرم ﷺ کے تعلقات کے بارے میں تقریباً انہی خیالات کا اظہار کیا ہے جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ حلف الفضول سے متعلق طارق رمضان یہ استنباط کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں پوری تاریخ میں اور آج بھی یہ جو خیال پھیلا ہوا ہے کہ معاہدہ وہی قابل اعتبار ہوسکتا ہے جو یا تو پوری طرح خالص اسلامی ہو یا مسلمانوں کے درمیان ہوا ہو، غلط ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہاں صاف طور پر عدل وانصاف اور مظلوم کی حمایت کے اصول کے جواز کو تسلیم کیا ہے، یہ دیکھے بغیر کہ یہ اصول اسلام کے ذریعہ آئے یا اسلام کے باہر سے (۴۹)۔ دوسری بات یہ ہے کہ'' اسلام کوئی محدود نظام اقدار (closed value system) نہیں۔ جو دوسرے نظام اقدار سے مغایر اور متصادم ہو بلکہ ابتدا ہی سے اس نے آفاقی اقدار حیات پر اعتماد کیا ہے (۵۰)۔ رمضان کہتے ہیں : کہ محمد ﷺ نے مختلف قبائل کے لوگوں اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ بہت اچھے تعلقات رکھے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا'' اس کی مثال میں انہوں نے ابوطالب، عباس بن عبد المطلب، عثمان بن طلحہ وغیرہ کی مثال دی ہے۔ نیز یہ کہ ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے اہل مکہ کی امانتیں واپس کرنے کی تاکید علیؓ کو کی۔ اسی طرح یہ کہ عبید اللہ بن جحش حبشہ جا کر عیسائی ہوگئے (یعنی مرتد ہوگئے) مگر ان کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ یہ ساری مثالیں دے کر انہوں

۴۵- ایضاً، ص ۱۲۷

۴۶- یٰسین مظہر صدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، ص ۳۰۹

۴۷- ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **محمد رسول اللہؐ**، ص ۱۵۷

۴۸- ملاحظہ ہو، ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کامل**، ص ۴۲، بحوالہ **طبقات ابن سعد**، ج ۱، ص ۲۶۰

۴۹- طارق رمضان، ***In The Foot Steps of The Prophet***, Oxford university press, 2007, P 21

۵۰- ایضاً، ص ۲۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے یہ نتیجہ نکالا ہے آپ علیہ السلام نے ہرآدمی کی آزادی اظہار کی پوری حفاظت کی[۵۱]۔ اسی طرح عبداللہ بن اریقط (سفرِ ہجرت میں آپ علیہ السلام کے گائڈ جو مشرک تھے) کی خدمات ایک انتہائی حساس مسئلہ میں لینے کو بھی طارق رمضان نے اس کی مثال میں پیش کیا ہے، کہ پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے جانشینوں نے ایماندار و باصلاحیت وقابل اعتماد غیر مسلموں پر اعتماد کرنے میں کبھی تذبذب کا اظہار نہیں کیا[۵۲]۔اسی طرح غزوہ احد کے فوراً بعد آپ علیہ السلام اپنے زخموں سے چور لشکر کو لے کر حمراء الاسد پہنچے اور ایک غیر مسلم کو قاصد بنا کر ابوسفیان کے پاس بھیجا جس نے جا کر کہا کہ مسلمان ایک بڑی فوج لے کر آ رہے ہیں[۵۳]۔

''انسان کامل'' ڈاکٹر خالد علوی بھی اپنے طرز کی ایک منفرد کتاب ہے ۔انہوں نے غیر مسلموں کے سلسلہ میں الگ سے تو بحث نہیں کی تاہم عمومی مباحث مثلاً احترام آدمیت، (صفحہ ۳۲۶) بین الاقوامی معاہدے اوران کا پاس و لحاظ (۲۴۰) حقوق انسانی کا تحفظ جیسے عنوانات قائم کر کے انہوں نے اس پر لکھا ہے۔نیز طریقہ جنگ کی تطہیر کے تحت غیر مسلموں کے بارے میں دو اہم نکات اٹھائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ علیہ السلام نے اہل قتال اور غیر اہل قتال میں فرق کیا ہے۔دوسرے اہل قتال کے بھی حقوق واضح کیے۔جن میں خاص خاص یہ ہیں : غفلت میں حملہ نہ کرنا، آگ میں نہ جلانا،قتل صبر (باندھ کر مارنا) لوٹ مار ،تباہ کاری، مثلہ قتل اسیر،قتل سفیر، بدعہدی ،بدنظمی و شور و ہنگامہ اور وحشیانہ افعال کی ممانعت انسان کامل علیہ السلام نے کی ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی نے تقریباً ۹ رصفحات میں (۲۶۴ تا۲۷۲) تفصیل سے اورمثالیں دے کران چیزوں پر لکھا ہے[۵۴]۔

السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ از ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری عربی میں دورجدید کی ایک انتہائی اہم تصنیف سیرت ہے۔لیکن ان کے ہاں تحقیق روایات پر اصل زور ہے واقعات کا تجزیہ بہت کم ہے ۔ انہوں نے علامہ شبلی اوردوسروں پر اس لیے نقد کیا ہے کہ وہ غزوات کو دفاعی قرار دیتے ہیں[۵۵]۔

''حیات محمدؐ'' محمد حسین ہیکل اب سے کوئی ۸۰ سال پہلے لکھی گئی ۔ صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں محمد حسین ہیکل کی رائے یہ ہے کہ جہاں اس سے اور بہت سے فائدے ہوئے، وہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پیغمبر اسلام

۵۱- ایضاً، ص۶۷-۷۸

۵۲- ایضاً، ص۸۳

۵۳- ایضاً، ص۱۲۶

۵۴- ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کامل**، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردوبازار، طبع دوم، مئی ۱۹۹۷ء، ص۲۶۴-۲۷۲

۵۵- ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ص ۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ﷺ کو اب عالمی سطح پر دعوت اسلامی کی اشاعت کا موقع مل گیا[۵۶] وفد نجران اوراس سے ہونے والی گفتگو(جس میں بقول مصنف یہودی بھی شامل ہوگئے تھے) ہیکل کے نزدیک تینوں عالمی مذاہب کے اجتماع اورگفتگو کا نقطہ آغاز تھی[۵۷] غزوہ بدر سے پہلے ہوئے سرایا اورغزوات کے بارے میں عام مؤرخین کی اس رائے کونقل کرکے کہ وہ اہل مکہ سے بدلہ لینے اوران کے خلاف جنگ کے جذبہ کا اظہار تھے ،ہیکل نے دلائل کے ساتھ اس کو رد کیا اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان مہمات کا مقصد دباؤ ڈال کر مکی غیرمسلموں کو مفاہمت پر آمادہ کرنا تھا تاکہ وہ دعوت اسلامی کو فطری انداز میں پھیلنے دیں۔ اس سرایا کا دوسرامقصد اندرون مدینہ سازش کرنے والے یہودیوں کے حوصلے کو کم کرنا تھا کہ وہ نوزائدہ مدنی اسلامی ریاست کو کمزورنہ سمجھیں ۔ہیکل کی رائے میں اسلام کی جنگ موجودہ اصطلاح کے مطابق عقیدہ اوراظہار رائے کی آزادی کے لیے جنگ تھی[۵۸]۔ ان کے مطابق صلح حدیبیہ سے اسلام کی بین الاقوامی دعوت کی راہ کھلی[۵۹]۔

ڈاکٹراکرم ضیاء عمری نے لکھا ہے۔ رومیوں کی فتح پر مومنین کو خوشی ہوئی بلکہ بہت سے لوگ اس پر مسلمان بھی ہوئے بل قد اسلم ناس کثیر علی اثر ذلک[۶۰] غالبًا ان کی مراد یہ ہو کہ یعنی رومیوں کی فتح پر مومنین کی فتح بھی اسلام کے آفاقی مستقبل کی علامت تھی ان کی رائے میں جنگ میں غیرمسلم سے مدد لی جاسکتی ہے۔وہ لکھتے ہیں: وقیل انه خرج (فی غزوة هوازن) ثمانون من اهل مكة وهم على كفرهم[۶۱] البتہ ان کی رائے میں غیرمسلموں سے اہل اسلام کا تعلق جنگ کا ہے صلح کا نہیں لان الاصل فی العلاقة معهم الحرب لا الهدنة[۶۲]۔

غیرمسلموں سے تعلقات کی جدید جہتیں

جدید سیرت نگاروں کے ہاں عمومی بیانات کے علاوہ اس سلسلہ میں زیادہ بحث نہیں ملتی مثلاً

۵۶- محمد حسین ہیکل، **حیاة محمد**، (انگلش ترجمہ ***Mohammad*** از اسماعیل راجی الفاروقی)، نئی دہلی، طبع نیوکریسینٹ پبلیشنگ کمپنی، ۲۰۰۹ء ، ص ۱۷۶

۵۷- ایضاً، ص ۱۹۵

۵۸- ایضاً،ص ۲۰۰ تا ۲۱۳

۵۹- ایضاً، ص ۴۹۸

۶۰- اکرم ضیاء العمری، السیرة النبویة الصحیحة، ص ۱۴۴۸، السیرة،ص ۱۶۹، بحوالہ الترمذی، ج۵،ص ۳۴۴

۶۱- ایضاً،ص ۴۹۸

۶۲- ایضاً، ص ۴۴۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا کہ:

> ''رسول عربیؐ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ دیگر مذاہب جھوٹے اوران کے ماننے والے جہنمی ہیں ۔لامذہبی اورخود پرستی کو چھوڑ کر (جس میں اپنی ہی دست کاری اوراپنے ہی مصنوعات کو اپنا خدامان لینا شامل ہے) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا کا ہرمذہب سچا اورخدا کی طرف لے جانے والا ہے۔بشرطیکہ اس مذہب کی ابتداہی اصلیت میں غلط رسم ورواج سے حذف واضافہ ہوگئے ہوں اوریہ دنیا کا کوئی ملک اورکوئی امت ایسی نہیں جہاں خدا کے پیغمبر نہ آئے ہوں اورسچا مذہب نہ پھیلا چکے ہوں''(۶۳)۔

اسلام کا دعویٰ تھا کہ وہ ''بنیادی مذہب'' ہے ۔آدم سے عیسیٰ تک سب اسی کے پرچاروتبلیغ کے لیے آئے تھے۔ وہ ازلی صداقتوں پر مشتمل ہے جن کے ماننے بغیر کسی معقولیت پسند کو چارہ نہیں اوربنیادی واجبات کے سوا باقی ہرچیز میں انسانوں کو کافی وسیع اباحت وصوابدید حاصل ہے کہ جو چاہیں کریں۔مذاہب کے مابہ الاشتراک اموراوربنیادی صداقتیں جوانسانی حقوق و واجبات کے متعلق تھیں، بیان کرکے اسلام ساتھ ہی مذہب کو ایک نہایت سہل وآسان چیز (الدین یسر) بھی بنادیا اورانسان وخدا کے مابین رشتہ جوڑ دیا(۶۴)۔

ڈاکٹرمحموداحمدغازی کہتے ہیں کہ دارالحرب اوردارالاسلام کی فقہی اصطلاح بعد کی پیداوار ہے اورسیرت سے ثابت نہیں۔ بالفاظ دیگرغیرمسلموں سے تعلقات کی استواری کو اس اصطلاح کا اسیرنہیں بننا چاہیے۔رسول اکرمﷺ نے دوصحابہ کرام کو یمن سے منجنیق چلانے کا طریقہ سیکھنے اورایک منجنیق خرید کرلانے کے لیے بھیجا۔وہ اس کو بنانے اورچلانے کی تربیت بھی حاصل کرکے آئے اس طرح غیرمسلموں سے ہتھیارخریدنا،ہتھیار بنانے کی تربیت حاصل کرنا یہ بھی سنت ہے(۶۵) مدینہ کے یہود سے مسلمانوں کے تعلقات زیادہ دیرتک اچھے نہیں رہے۔ بایں ہمہ یہودی مسلمانوں کے بازاروں میں اپنامال ومتاع لایاکرتے تھے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی کسی بھی شخص کوکبھی مسلمانوں کے ساتھ کاروبارکرنے یا ان کے بازارمیں بیٹھنے سے نہیں روکا گیا(۶۶) مدینہ منورہ میں جوغیرمسلم رہتے تھے ان سے بھی ریاست کے امورمیں کام لیا جاتا تھا۔ اس بارے میں ڈاکٹرمحمود احمد غازی کا موقف یہ ہے کہ ایسی ذمہ داریاں جوریاست کے تزویراتی مفادات (Stratagic Interests) یا

۶۳- محمدحمیداللہ، **رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی**، ص ۳۲۹

۶۴- ایضاً،ص ۳۲۱

۶۵- محمود احمد غازی، **محاضرات سیرت**، ص ۳۵۳

۶۶- ایضاً،ص ۴۳۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شریعت کی فہم وتعبیر سے متعلق ہیں وہاں غیر مسلم کو مقرر نہیں کیا جاتا تھا لیکن جو فنی مہارت کے کام ہیں وہاں غیر مسلموں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ سفر ہجرت میں عبداللہ بن ارقط (یااریقط) سے دلیل راہ اور عمرو بن امیہ الضمری سے سفارت کا کام لینا اسی کی اہم مثالیں ہیں(٦٧)۔ اسی طرح ڈاکٹر غازی دارالحرب اور دارالاسلام کی فقہی بحث کو یک گونہ غیر متعلق (Irrelevant) مانتے ہیں (٦٨)۔

البتہ محمد الغزالی نے ''فقہ السیرۃ'' میں صاف طور پر لکھا ہے کہ:

> ''تیسرا پہلو امت کا غیروں سے تعلق کا ہے جو الگ دین کے حامل ہیں، تو رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں رواداری اور درگزر کے وہ قوانین جاری فرمائے جو غلو وتعصب سے بھری دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ اسلام اپنے پڑوس میں دوسرے دین کو برداشت نہیں کرتا اور یہ کہ مسلمان وہ قوم ہیں جو پوری دنیا پر تنہا اپنا تسلط جمائے اور اپنا وجود مسلط کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتے، وہ غلطی پر ہے نہ صرف غلطی پر بلکہ متعصب وجسارت کرنے والا ہے''(٦٩)۔

غیر مسلموں کے حرمین میں داخلہ کے تعلق سے بھی ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی رائے اثبات میں ہے(٧٠)۔ اسی طرح ان کے نزدیک غیر مسلموں کو بھی زکوۃ دی جاسکتی ہے(٧١)۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو شراب پینے، کشید کرنے اور فروخت کرنے کی اجازت ہے اسی طرح سود لینے اور دینے پر بھی کوئی پابندی نہ ہوگی(٧٢) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایک غیر مسلم عورت کی

٦٧- ایضاً، ص ٣٥١

٦٨- ایضاً، ص ٣٦٤

٦٩- محمد الغزالی، فقه السیرة، قاہرہ، دارالشروق، ص ١٤٠

٧٠- عبدالرحمان مومن، ڈاکٹر محمد حمیداللہ، **سیرت کمالات و افادات**، فرید بک ڈپو، ص ٣٧٠-٣٧٢، ڈاکٹر صاحب نے، سرخسی، کتاب الخراج، ابویوسف اور **طبقات ابن سعد** کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غیر مسلمین حرم میں داخل ہوسکتے ہیں۔

٧١- بلاذری، طبری، امام ابویوسف کی کتاب الخراج اور ابویعلی الفراء حنبلی کی الاحکام السلطانیہ اور ابوعبید کی کتاب الاموال کے حوالہ سے ڈاکٹر صاحب نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ غیر مسلموں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے، ملاحظہ ہو، وہی کتاب، ص ٣٧٢

٧٢- ایضاً، ص ٣٧٢

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آبروریزی کرتا ہے تواسی سزا کا مستحق ہوگا جیسی کہ کسی مسلمان عورت کی آبروریزی کرنے کے جرم میں اس کو دی جائے گی(۷۳)۔ اسی طرح ایک اہم سیرت نگارعلامہ محمدابوزہرۃؒ نے اپنی کتاب ''خاتم النبیینﷺ'' میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ہندوؤں اور بڈھوں کو بھی شبہ اہل کتاب میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

خاتمہ:

اس سرسری مطالعہ سے یہ چیز کسی قدر ابھر کر سامنے آتی ہے کہ مذکورہ سیرت نگاروں کے مطابق رسول اللہﷺ نے غیرمسلموں سے تعامل میں جس رویہ کا ثبوت دیا ہے۔ وہ خالصتاً انسانی ،اخلاقی اور اصولی ہے۔ مستثنیات کی بات دیگر ہے۔سیرت نگاروں کے مطابق آپﷺ نے غیر مسلموں سے قرض لیا(۷۴) ان سے مدد لی(۷۵) ان کی امانتیں رکھیں۔ بہت سے غیرمسلم رسول اکرمﷺ اورصحابہ کرامؓ کے لیے خیرخواہ (عیبة نصح) تھے(۷۶) جن اہل مکہ اور ہاشمیوں نے آپﷺ کے شعب ابی طالب میں پناہ لی اورآپﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا، ان میں اکثرمسلمان نہ تھے۔ڈاکٹرمحمد حمید اللہ صاحب نے تفصیل سے بتایاہے کہ عین کفارمحاربین کے دل بھی آپ نے جیتے جیسے بنو المصطلق کے اسباب کو لوٹانا اس کی ایک مثال ہے(۷۷)۔ حضرت صفیہ ام المؤمنینؓ نے اپنے غیرمسلم بھتیجے کے نام اپنی جائداد کا تیسرا حصہ کردیاتھا(۷۸) اہل خیبر نے ہتھیارڈال دیے تو آپﷺ نے ان سے بھی نرمی کا معاملہ کیا(۷۹) عمرۃ الحدیبیہ کے سال آپ نے

۷۳- ایضاً، ص۳۲۸، محمدحمیداللہ، **خطبات بہاولپور**، ص ۱۴۳، ڈاکٹرمحمدحمیداللہ، **فکر و نظر** کی خصوصی اشاعت،اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اپریل-ستمبر۲۰۰۳ء

۷۴- اکرم ضیاء العمری، انہ ﷺ استقرض من حویطب بن عبدالعزی اربعین الف درهم وقبل عون نوفل بن الحارث بن عبد المطلب له بثلاثة آلاف رمح ولامانع من استعانته بهما اذ ثبت انه استعان بصفوان وهومشرک۔ السيرة النبوية الصحيحة، ص ۴۹۵

۷۵- ابوزہرۃ، خاتم النبیینؐ کی رائے ہے کہ مخلص غیرمسلم سے مدد لی جاسکتی ہے لان النبی ﷺ استعان بمعبد بن ابی معبد الخزاعی فی غزوة حمراء الاسد، ص ۱۰۱۹

۷۶- اکرم ضیاء العمری، كانت خزاعة عيبة نصح الرسول الله ﷺ مسلمها و كافرها لايخفون عنها شيئا، ۴۵۰، بحوالہ **سیرۃ ابن ہشام**، ج: ۲،ص۳۹۴

۷۷- محمدحمیداللہ، **محمدرسول اللہؐ**، نئی دہلی، طبع فرید بک ڈپو، ص ۲۲۸-۲۲۹

۷۸- ڈاکٹر محمد حمیداللہ لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہ کے اس عمل پر بعض مسلمانوں کو اعتراض ہوا مگرحضرت عائشہ ام المؤمنینؓ کو اصرارتھا کہ صفیہؓ کی وصیت پر ضرورعمل کیاجائے۔ **محمدرسول اللہؐ**، ص ۲۲۱

۷۹- ایضاً ص۱۴۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت میمونہؓ سے شادی کی تو اہل مکہ کو دعوت ولیمہ میں بلانا چاہا گرچہ وہ نہیں آئے (۸۰)۔ انفرادی واقعات کی بھی کمی نہیں جن میں آپﷺ نے غیر مسلموں سے انتہائی کریمانہ ومشفقانہ برتاؤ کیا۔ غلام یہودی کا واقعہ ہو (۸۱) یا زید بن سعنہ کا (۸۲) اسی دوسری غیر مسلم قوموں کے عادات وخصائل اوراچھے اخلاق کے اعتراف میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا (۸۳)۔ آپﷺ نے اس بات کی بھرپورکوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے اورامن وامان برقرار رکھا جائے (۸۴)۔

۸۰- ایضاً ص ۳۳۲

۸۱- نقوش کا رسول نمبر جلد چہارم، ص ۱۷۰، بحوالہ بخاری ، ایڈیٹر محمد طفیل، **ادارہ فروغ ادب**، لاہور، جنوری ۱۹/۱۳ ،ش ۱۳۰، باردوم

۸۲- بحوالہ **نقوش کا رسول نمبر**، ج ۹، ص ۱۸۰-۳۳۹، شفاء، ص ۱۴۸،

۸۳- قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے امام مسلم کے حوالہ سے ایک حدیث موجودہ اہل فرنگ (یامغرب) کے غلبہ کے سلسلہ میں نقل کی ہے۔ جس میں نبی اکرمﷺ نے اہل روم (یعنی عیسائیوں) کی کئی اہم صفات کا تذکرہ فرما کران کی تعریف فرمائی ہے۔حدیث یہ ہے :

مستورده قریشی نے عمرو بن العاصؓ المتوفی ۴۳ھ کے روبرو کہا کہ میں نے رسول اللہﷺ کو سنا آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت قائم ہوگی جب یوروپین لوگ سب سے زیادہ ہوں گے ،عمرو نے کہا دیکھ تو کیا کہتا ہے (یعنی غور کر کے کہو) مستورده نے کہا میں وہی کہتا ہوں جو رسول اللہؐ سے سنا ہے ۔عمرو نے کہا تب تو ٹھیک ہے ۔بے شک ان میں چار خصلتیں ہیں: ۱- وہ مصیبت کے وقت نہایت بردبار ہیں، ۲-مصیبت کے بعد بہت جلد ہشیار ہوجاتے ہیں، ۳-بھاگنے کے بعد سب سے پہلے حملہ کرتے ہیں، ۴-مسکین وضعیف لوگوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہیں، ۵- اورایک پانچواں وصف اور ہے جو سب سے عمدہ ہے۔ یہ کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے بڑھ کر روکتے ہیں۔'' قاضی صاحب اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :'' امام مسلم کا انتقال ۲۶۱ھ میں ہوا اس لیے ہر ایک مخالف کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ پیشین گوئی مسلمانوں میں تیسری صدی کے اندر پھیل چکی تھی ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کل دنیا پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ علم وحکمت ،زور وطاقت ،تمدن وسیاست میں وہ سب سے فائق تر تھے ۔اس وقت یہ کہنا کہ یہ تمام بزرگی وبرتری خاک میں مل جائے گی اور دنیا میں عیسائی قوموں کی حکومت ہوجائے گی بالکل عقل وفکر سے باہر تھا اور مسلمانوں کے لیے فال بد بھی تھا۔ مگر امام مسلم نے اسے اپنی کتاب میں درج کر دیا کیونکہ ان کو صحیح طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ ضرور یہ ارشاد نبویؐ ہے ۔اوراب بالآخر صدیوں کے بعد اس کا ظہور ہو رہا ہے ۔ (**رحمة للعالمین**، بحوالہ **نقوش،رسول نمبر**، ۱۹۸۴ء ج ۹، ش ۱۳۰، ص ۳۶۶)

۸۴- واقدی کے مطابق آپﷺ نے بدر کے موقع پر بھی حضرت عمرؓ کو قریش مکہ کے پاس بھیجا کہ جنگ سے باز رہیں اورحکیم بن حزام نے بھی عمرؓ کی تائید کی مگر ابوجہل کی ہٹ دھرمی کے باعث جنگ ہو کر رہی۔ (**واقدی**، ج ۱، ص ۶۲ اور **نبی الرحمہ**، ص ۱۸۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نتائج مطالعہ

اس مطالعہ کے نتائج بالترتیب یوں ہیں :

۱۔ غیر مسلموں سے تمام انسانی تعلقات حدودشرعی میں قائم رکھے گئے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی طرف سے کبھی جارحیت نہیں کی۔

۳۔ غیر مسلموں سے صلح وامن کو ہمیشہ ترجیح دی گئی۔

۴۔ ان کو اپنی امت مان کر ہدایت کی دعا کی ۔ بددعا کے جو واقعات ہیں وہ استثناء ہیں۔

۵۔ جواز کے بغیر کبھی ان کو قتل نہیں کیا۔ شاتمین سے بھی عموماً درگزر کی۔ ہاں استثنائی حالات میں سزا بھی دی۔

۶۔ شتم رسول و ارتداد کی سزا مطلقاً قتل قرار دینا اوراسی طرح غیر مسلموں سے تعلق کی اصل محاربہ کو قرار دینا ایسی رائیں ہیں کہ اکثر سیرت نگاران میں یک زبان ہیں ۔تاہم ان کے مزید تحقیقی مطالعہ وتجزیہ کی شدید ضرورت ہے ۔تاکہ جو اشکالات پیدا ہورہے ہیں ان کا کافی وشافی جواب سامنے آسکے ۔

سفارشات

جس طرح عہد نبویؐ میں خواتین کی آزادی ،مکی اسوہ نبویؐ اورمختلف انداز کے مطالعات کیے گئے ہیں ایسا ہی تفصیلی مطالعہ غیر مسلموں سے سیرت نبویؐ کے حوالہ سے تعلقات پر کیا جانا چاہیے۔ جس سے اس موضوع کی مزید جہات سامنے آسکیں۔ سیرت کی روشنی میں اس سوال کا تسلی بخش جواب دیا جانا ابھی باقی ہے کہ کسی اسلامی مملکت میں کیا آج بھی غیر مسلموں کے ساتھ تعامل میں جزیہ، صاغرون اورالذمہ جیسی چیزوں کو اصل بنایا جائے گا اور کیا ان سے آج حقوق شہریت کے تقاضے پورے ہوسکیں گے۔

❁❁❁❁❁

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نقد و تبصره

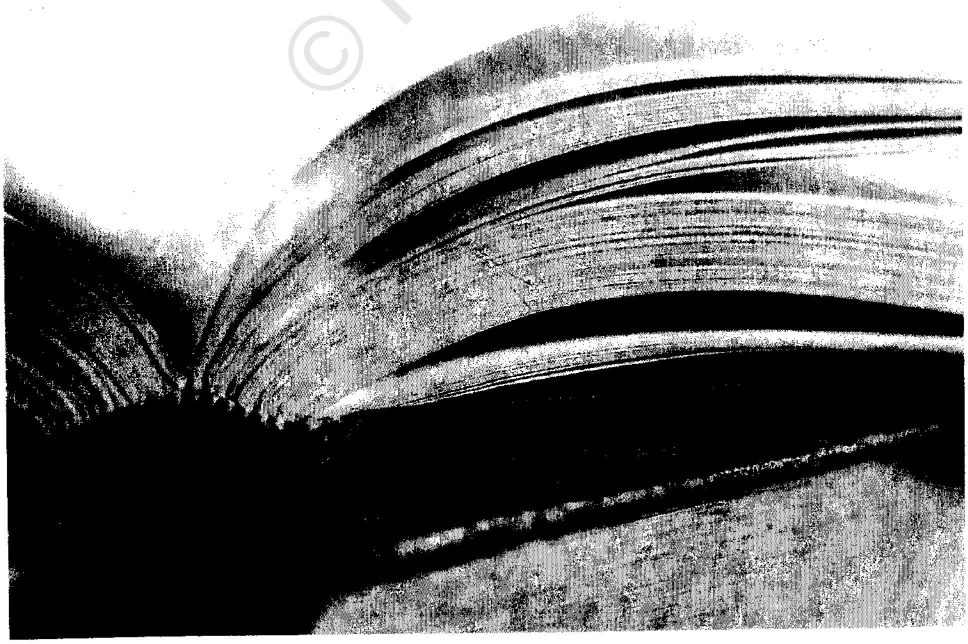

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com